رجسٹرڈ نمبر ایل ۵ ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن	عسیٰ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ بیرونی ممالک ۱۲ سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶	۱۴ ستمبر ۱۹۱۸ء	شنبہ	۸ - ذی الحجہ ۱۳۳۶ ہجری	نمبر ۲۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

۱۰ ستمبر کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں طلباء - استادوں اور دیگر معززین کا ایک جلسہ برائے تحریک بھرتی انڈین ڈیفینس فورس زیر صدارت جناب مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے منعقد ہوا۔ جنہوں نے مختصر سی تقریر میں گورنمنٹ کی امداد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کارروائی کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ نے بھرتی کے لئے تحریک کی۔ ان کے علاوہ شیخ یعقوب علی صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے نے بھی تقریریں کیں

احباب کرام کو

عید مبارک

شرائط بیعت سلسلہ احمدیہ

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ بہرحالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی

ہر ایک راہ میں اپنا دستور العمل قرار دیگا ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی و خوش خلقی اور حلیمی سے زندگی بسر کرے گا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

محاسب صاحب کی تحریک پر احباب توجہ کریں

اگرچہ یہ وقت نہایت خاص ہے۔ اور گرانی اور لڑائی کی دقتیں ہر طرف بڑھ رہی ہیں۔ لیکن یہی وقت سلسلہ کی ضروریات کا بھی ہے۔ اور ہر قسم کی ضروریات کا مدرسہ احمدیہ کی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں بھی بحیثیت انچارج مدرسہ ہونے کے واقعی بڑی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ کہ اس وقت جماعت اس ۴۸ ہزار کی تحریک پر جو محاسب صاحب نے طرف سے احباب کی خدمت میں بھیجی گئی ہے۔ فوری توجہ کرے۔ جس طرح میں مدرسہ احمدیہ کی ضروریات دیکھتا ہوں۔ اسی طرح اور صیغہ جات کو بھی مجھے خوب معلوم ہے۔ کہ بڑی ضروریات ہیں اور یہ تحریک کی گئی ہے۔ وہ صرف اشد ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر کی گئی ہے تکلیف تو سب کو ہو گی۔ مگر سلسلہ کی ضروریات پورا کرنے کے لئے۔ اگر ہم اپنی ضروریات کو کچھ عرصہ کے لئے اور کچھ مقدار میں پیچھے نہ ڈال سکیں۔ تو یہ امر بڑے افسوس کے قابل ہوگا۔ اور اصل میں تو خدا کی راہ میں روپیہ خرچ کرنا سب تجارتوں سے بڑھ کر تجارت ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ محاسب صاحب کی تحریک پر جماعت احمدیہ جلد سے جلد توجہ کر کے مطلوبہ رقم کے مہیا کرنیکا انتظام کریگی۔ فقط

راقم خاکسار مرزا بشیر احمد

اخبار احمدیہ

بیعت خلافت بحضور سیدی و مولائی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ حضور والا اس احقر نے ۱۹۱۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود کے نام پر بیعت کی تھی۔ اور سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہوا تھا۔ مگر خلیفۃ المسیح اول کی وفات پر ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن پر جو اس وقت راولپنڈی میں تھے کمال حسن ظنی ہونے کے باعث حضور کی بیعت سے آج تک محروم رہا۔ اور ممکن ہے کہ بوجہ جہالت حضور سے بدظنی بھی ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ اب اس نے مجھے اپنی غلطی پر متنبہ کر دیا ہے اور ان عقائد سے بیزار ہوں اور حضور والا کو سچا خلیفۃ المسیح ثانی یقین کرتا ہوں۔ لہذا عرض ہے کہ حضور میرے قصوروں اور خطاؤں کو معاف فرما کر مجھے اپنی بیعت میں قبول فرمادیں۔ نیز میری عرض ہے کہ یہ عریضہ میرا اخبار الفضل میں چھپوا دیں [illegible]

نظم

"وہ میرزا ہی ہے"

(از جناب مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب علمی)

گلہائے معرفت کی پھیلائی جس نے خوشبو	مومن بنا لئے ہیں جس نے بتوں کے ہندو
دھومیں مچی ہوئی ہیں عالم میں جس کی ہر سو	جس کی دعا سے آخر کٹ کر مرا اتھا لیکھو

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

اللہ نے دیا ہے جس کو دلوں پہ قابو	کافر بھی کہہ رہے ہیں جس کے اثر کو جادو
فضل و کرم خدا کے ہیں جس کے دست و بازو	جس کی دعا سے آخر کٹ کر مرا تھا لیکھو

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

ہمدرد نوع انساں وہ مہرباں دلجو	ہے وہ سلامتی کا اک بادشاہ خوشخو
روتے ہیں جس کے دشمن ہر دم بہا کے آنسو	جس کی دعا سے آخر کٹ کر مرا تھا لیکھو

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

آئیں سعید روحیں جس کی طرف سمٹ کر	واپس گئیں نہ ہرگز پھر وہ کہیں پلٹ کر
جس کے مخالفوں کا تختہ رہا اُلٹ کر	جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

اخبار آریوں کے چلتے ہیں رہ سے ہٹ کر	پکڑے کہیں نہ ان کو قہر خدا جھپٹ کر
سن اے سماجی پیارے اس سے ذرا بچ بچ کر	جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

صدق و صفا کی راہیں جس سے ہوئی ہیں ظاہر	مجحوب جس سے فاجر مغلوب جس سے کافر
مبہوت جس کے ڈر سے مغرور اور فاخر	جس کی دعا سے کٹ کر لیکھو مرا تھا آخر

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

تائید ہو رہی ہے فضل خدا سے جسکی	تصدیق ہو رہی ہے ارض و سما سے جس کی
سو سو قضا سلق اک اک ادا سے جسکی	لیکھو مرا تھا کٹ کر آخر دعا سے جس کی

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا ہی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۴ ستمبر ۱۹۱۸ء

ظفر علی صاحب کی حیدر آباد سے واپسی

اخبارات میں مختلف رنگوں میں ظفر علی خانصاحب کے حیدر آباد دکن سے رخصت کئے جانے کی خبریں شائع ہونیکے بعد آخری خبر یہ پڑھکر کہ "مولوی ظفر علی صاحب گذشتہ شنبہ کو اپنے وطن کرم آباد پہنچ گئے ہیں" ہماری آنکھوں کے سامنے وہ الفاظ پھر گئے۔ جو ظفر علی خانصاحب کے حیدر آباد دکن جانے پر ان کے اخبار "ستارہ صبح" نے جس کا اب نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔ بڑے فخر سے ہمیں مخاطب کرکے لکھے تھے۔ جو یہ ہیں:-

"خدا جانے مولوی ظفر علی خانصاحب کے بالکل غیر متوقع اور خلاف امید طریقہ سے حیدر آباد تشریف لے جانے پر وہ (احمدی) اپنے قلب مضطر کو تسکین دینے کا کیا سامان کرینگے جو لوگ فرقہ مرزائیہ کے عقائد سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اور قادیان کی تحریک کو ایک طرح کا فتنہ سمجھتے ہیں۔ وہ یقیناً مولوی ظفر علی خانصاحب کے حیدر آباد تشریف لیجانے اور عہدہ جلیلہ پر فائز ہونے کو ان مساعی جمیلہ کا نتیجہ تصور کرینگے۔ جو انہوں نے ستارہ صبح میں قادیانی تحریک کے برخلاف شد و مد سے انجام دی ہیں" (ستارہ صبح یکم جنوری ۱۹۱۷ء)

اگرچہ ستارہ صبح کی یہ محض خوش فہمی تھی۔ کہ ظفر علی صاحب کو جماعت احمدیہ کے خلاف لکھنے کے صلہ میں حیدر آباد بلایا گیا ہے۔ لیکن چونکہ اس سے حضور نظام دکن کے متعلق ایک سخت غلط فہمی پیدا ہوتی تھی۔ اور آپ کے زیر سایہ بسنے والے بہت سے احمدی اصحاب کے دینی جذبات کو صدمہ پہنچتا تھا۔ اس لئے ہم نے حضور نظام اور آپ کی گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ

"ہم اعلیٰ حضرت تاجدار دکن خلد اللہ ملکہ اور آپ کے ارکان حکومت کی شان اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے اکتوبر ۱۹۰۹ء کے اس حکم کو جس کی رو سے جناب ظفر علی خانصاحب کو مملکت حیدر آباد سے بدر کیا گیا تھا۔ منسوخ کرکے اس لئے بلا لیا ہے۔ کہ انہوں نے ستارہ صبح میں نہایت امن پسند جماعت احمدیہ کے خلاف شد و مد سے خامہ فرسائی کرکے اس کے دلوں کو مجروح اور اس کے سینوں کو چاک کیا ہے۔ کیونکہ اگر جناب ظفر علیخانصاحب کی یہ کارروائی کسی صلہ اور انعام کی مستحق ہوتی۔ یا کم از کم مستحسن ہی سمجھی جاتی۔ تو سب سے پہلے گورنمنٹ پنجاب اس کی قدر کرتی اور اس کے معاوضہ میں ان کو انعام سے سرفراز فرماتی۔ لیکن ادھر سے جو کچھ انکی قدر دانی ہوئی ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے پھر کسطرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ نظام نے جناب ظفر علی خانصاحب کو دوبارہ اپنی مملکت میں بلا کر اسی عہدہ پر جس پر سے انہیں پیشتر ازیں ہٹا دیا گیا تھا۔ اس وجہ سے مقرر کیا ہے۔ کہ انہوں نے ستارہ صبح میں جماعت احمدیہ کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا ہے جو ایک عادل۔ منصف اور رعایا پرور گورنمنٹ پر بہت بڑا حملہ ہے۔ رعایا نظام میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں۔ جو سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے جسطرح حکومت نظام کا یہ فرض ہے۔ کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کی جان و مال عزت و آبرو۔ آرام و آسائش کا خیال رکھے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے لوگوں کی ہر طرح حفاظت اور ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا بھی اسکا فرض ہے"۔

چونکہ ہمیں امید تھی۔ کہ گورنمنٹ نظام اپنے متعلق اتنی بڑی غلط بیانی کا ضرور انسداد کریگی۔ اور اپنی احمدی رعایا کو شکر گذاری کا موقع دیگی۔ اس لئے ہمیں اس معاملہ میں اسکی طرف سے کسی نہ کسی کارروائی کئے جانے کا انتظار تھا۔ اور اس ذریعہ سے اس خدا کی قدرت نمائی کے منتظر تھے۔ جو اسی ظفر علی کو ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار اپنے برگزیدہ مسیح موعود کی شان میں گستاخانہ حرکات کرنے کیوجہ سے عبرتناک سزاؤں میں مبتلا کر چکا ہے۔ چونکہ اب کے ظفر علیصاحب کے حیدر آباد بلائے جانے کیوجہ خاص طور پر اس بیہودہ سرائی کو قرار دیا گیا تھا۔ جو انہوں نے حال ہی میں حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے متعلق کی تھی اس لئے ہمیں یقین تھا۔ کہ اسکا نتیجہ جلد ہی رونما ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابھی بیچارے ظفر علیصاحب کو حیدر آباد گئے ایک ششماہی بھی نہ گذری تھی۔ کہ واپسی کا پروانہ ملگیا۔ اور آپ یہ شعر پڑھتے ہوئے اپنے وطن (کرم آباد) سدھارے۔ کہ

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچہ سے ہم نکلے

اگر آج "ستارہ صبح" کا نام و نشان اخباری دنیا سے نہ مٹ چکا ہوتا۔ تو اس سے ہم پوچھتے۔ کہ اگر ظفر علی صاحب کا حیدر آباد بلایا جانا "ان مساعی جمیلہ کا نتیجہ" تھا۔ جو انہوں نے ستارہ صبح میں قادیانی تحریک کے برخلاف شد و مد سے انجام دیں۔ تو چند ہی ماہ بعد ان کا بے نیل و مرام کرم آباد واپس بھیجا جانا کن افعال کا نتیجہ ہے۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ان گستاخیوں اور بے ادبیوں کی وجہ سے نہیں ہے جو ظفر علی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شان میں کیں۔ لیکن چونکہ "ستارہ صبح" کبھی کا غروب ہو چکا ہوا ہے۔ اس لئے اسے مخاطب کئے بغیر ہم ہمدرد اصحاب سے گذارش کرتے ہیں۔ کہ وہ ستارہ صبح کے الفاظ کو جو اس نے ظفر علی صاحب کے حیدر آباد بلائے جانے

پر ہمارے متعلق لکھے تھے۔ سامنے رکھکر انکی موجودہ حالت سے مقابلہ کریں۔ اور دیکھیں کہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کے خلاف علم بے تہذیبی اٹھانے پر انہیں "عہدہ جلیلہ پر فائز" کیا گیا ہے۔ یا جس تحت الثریٰ سے اُٹھایا تھا۔ اس سے بھی نیچے پٹخ دیا گیا ہے۔ یہ ہے قادیانی تحریک کے برخلاف شدومد سے خدمات سر انجام دینے کا انجام۔ اور نتیجہ۔ بیچارے ستارۂ صبح کو ہمارے قلب کی تسکین کی بڑی فکر پڑی تھی۔ اور اس نے خود بخود ہی ہمارے قلب کو "مضطر" قرار دیکر اسکی تسکین کا سامان ڈھونڈنے کی بھی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ ظفر علی صاحب کا حیدر آباد بلایا جانا ہمارے لئے ہرگز ہرگز اضطراب اور بے چینی کا باعث نہ تھا۔ کیونکہ ہم اس خدا پر بھروسہ رکھنے والے ہیں۔ جس کی گرفت سے حضرت مسیح موعود کی اہانت کرنے والا آج تک کوئی بچا ہے۔ اور نہ آئندہ بچیگا۔ ایسی صورت میں کسطرح ممکن تھا۔ کہ ظفر علیصاحب کا "عہدہ جلیلہ" پر فائز کیا جانا ہمارے "قلب" کو "مضطر" بنا سکتا۔ ہماری نگاہ تو اس کے انجام پر تھی۔ اور انجام جو کچھ ظاہر ہوا ہے۔ وہ سب کو نظر آگیا ہے اب کوئی جاکر ظفر علی صاحب کے دل سے پوچھے۔ کہ حیدر آباد میں بلایا جانا۔ ان کیلئے عزت افزائی کا موجب ہوا ہے۔ یا ذلت و رسوائی کا۔ اور اس جانے آنے میں ان کے طرۂ افتخار میں کوئی اضافہ ہوا ہے۔ یا رہی سہی بات بھی بگڑ گئی ہے۔ اس سے معلوم ہو جائیگا کہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف بدگوئی اور بیہودہ سرائی کا نہیں کیا صلہ ملا ہے +

اگر اب بھی وہ زبان قال سے نہیں تو زبان حال سے ضرور حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کی تصدیق کرینگے کہ انی مھین من اراد اھانتک۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو کوئی تیری اہانت کریگا۔ میں اسے ذلیل و رسوا کر دونگا پس جسطرح انہوں نے پچھلے دنوں حضرت مرزا صاحب کی اہانت کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اسی طرح اب ان کے ذلیل و رسوا ہونے میں کوئی کمی نہیں رہ گئی۔ کاش وہ اس سے فائدہ اٹھائیں

پیام صلح کی وعدہ خلافی

پیام صلح کے حضرت مسیح موعود کے ملفوظات کو بلا حوالہ نقل کرنے کے متعلق ہم نے جو آواز اٹھائی تھی اس پر پیام نے اشارہ کیا تھا۔ کہ "اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ کہ ان تقاریر کے ہم حوالے دیا کریں۔ ہمارا اسمیں کوئی نقصان نہیں"۔ اور ایک پرچہ میں حوالہ دیا بھی تھا۔ لیکن معلوم نہیں اس کے بعد پھر اسے کیوں اپنی یہ بات یاد نہیں رہی اور اسوقت تک کئی پرچوں میں بلا حوالہ مضامین درج کر چکا ہے جب اسے اعتراف ہے۔ کہ حوالہ دینے میں اسکا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حوالہ نہ دینے میں ایک نہیں بلکہ کئی ایک نقصان ہیں۔ تو پھر اس کا حوالہ نہ دینا بہت ہی تعجب انگیز اور اسکی نیت کی خرابی کا ثبوت ہے۔ پیغام صلح اگر اور نہیں تو اپنے قول کا ہی پاس کرتا۔ اور حوالہ دینے سے دریغ نہ کرتا۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ اس قدر گر چکے ہیں۔ کہ اپنی بات پر چند دن بھی قائم نہیں رہ سکتے۔ اور بات بھی ایسی۔ کہ جس کے متعلق انہیں خود اقرار ہے۔ کہ اس سے ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ہم نے نہایت نیک نیتی اور ہمدردی سے پیام صلح کو اسکی ناروا روش کے خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے حوالجات دینے کی استدعا کی تھی۔ اور اس کے مان لینے پر شکریہ بھی ادا کیا تھا۔ لیکن چونکہ ایک بار سے زیادہ وہ اپنے اقرار کی صداقت کو ظاہر نہیں کر سکا۔ اس لئے ہم پھر ان نقصانات اور شکوک کیطرف جو ملفوظات مسیح موعود کے بلا حوالہ نقل کرنے سے پیدا ہو سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ متوجہ کرتے ہوئے حوالہ دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہے دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس وجہ سے حوالہ دینے سے دریغ کرتا ہے۔ کہ اس پر ہماری نہایت مناسب اور ضروری بات کے مان لینے کا دھبہ لگ جائیگا تو ہم اسے یہ سمجھ لینے کی اجازت دیتے ہیں۔ کہ میں کسی کے کہنے پر ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی مرضی سے کرتا ہوں۔ ہمیں تو ان نقائص کو دور کرانا منظور ہے۔ جو حوالہ نہ دینے سے رونما ہو رہے ہیں۔ اور آئندہ ہوں گے۔ اگر پیام صلح اپنی مرضی سے انہیں دور کر دے۔ تو ہمیں یہ کہکر کیا لینا ہے۔ کہ ہمارے لکھنے پر اس نے ایسا کیا ہے۔ پس پیام صلح کو چاہئیے۔ کہ اپنے اقرار کا پاس کرے اور ملفوظات مسیح موعود کے عنوان سے شائع ہونیوالی تحریروں کے حوالے ساتھ دیا کرے۔ تا جہاں کسی خرابی کے پیدا ہونیکا احتمال نہ رہے۔ وہاں ایڈیٹر صاحب پیام کی شان ایڈیٹری سے بھی دوسرے اخبارات کی تحریروں کو بلا ڈکار لئے ہضم کر لینے کا الزام دور ہو جائے۔

کیا ہم امید رکھیں۔ کہ پیام صلح ہمارے اس مشورہ کو توجہ سے سنیگا۔ اور اسپر عمل پیرا ہو کر دکھلائیگا +

ڈیلی نیوز کے متعلق گورنمنٹ بنگال کا جواب

چونکہ اسلام اپنے پیرؤں کو ہرگز اسبات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ غیر مذاہب کی واجب الاحترام چیزوں کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کریں جن سے انکی دلآزاری ہوتی ہو۔ اور سچے مسلمان اس کے خلاف کرنیکی جرات نہیں کرتے۔ اس لئے انکا بھی حق ہے۔ کہ اپنی قابل عزت چیزوں کے خلاف کوئی رنجدہ لفظ نہ سنیں۔ لیکن افسوس کہ بعض نادان ان کے اس بالکل جائز حق کی کوئی پرواہ نہیں کرتے چنانچہ پچھلے دنوں کلکتہ کے ایک انگریزی اخبار "انڈین ڈیلی نیوز" نے روضہ اطہر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیرس کی ناپاک نالیوں سے تشبیہ دی تھی۔ اس سے بڑھکر مسلمانوں کی دلآزاری کیا ہو سکتی ہے کہ انکے نبی کے مزار کو ایسی گندی چیز سے تشبیہ دیجائے۔ مسلمان اخبارات نے متفقہ طور پر اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور گورنمنٹ کو اس دلآزاری کیطرف توجہ دلائی جسکا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اس کے بعد کلکتہ میں ایک جلسہ تجویز کیا گیا۔ جسے گورنمنٹ بنگال نے روک دیا لیکن امتناعی حکم دیتے ہوئے اسقدر تسلی دیدی۔ کہ صاحب گورنر باجلاس کونسل ہمیشہ کسی ایسی ہی ضرورت پر کامل غور کرنے کے لئے آمادہ ہونگے۔ جو

موجودہ حالت میں اسکی یہ حیثیت دیتی ہرگز قرین مصلحت نہیں کہی جا سکتی +

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عیدالاضحیٰ کے مسائل

اور ضروری تحریک

(از جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب)

برادران سلمکم اللہ و عافاکم و رضی عنکم و ارضاکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عیدین کے موقعہ پر ضرور کچھ مسائل متعلقہ کے دریافت کی ضرورت محسوس ہوا کرتی ہے۔ اور اب عیدالاضحیٰ بالکل قریب ہے اس لئے پہلے تو میں اس عید کے متعلقہ چند ضروری مسائل کو مختصراً پیش کرتا ہوں۔ عید کے دن یہ امور مسنون ہیں (۱) آرائش (۲) غسل (۳) عمدہ لباس (۴) خوشبو (۵) سویرے اٹھنا۔ (۶) عیدگاہ میں جلد جانا۔ (۷) نماز عید شہر سے باہر پڑھنا۔ (۸) نماز عید کیلئے ایک رستہ سے جانا۔ اور دوسرے رستہ سے واپس آنا۔ (۹) جاتے اور آتے تکبیر کہتے رہنا۔ اور تکبیر یہ ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد (یہ تکبیر عید کے چاند کی ۹ تاریخ کی فجر سے لیکر ۱۳ تاریخ کی عصر تک فرضوں کے باجماعت ادا کرنیوالوں پر فرضوں کے سلام کے بعد کہنی واجب اور ضروری بھی ہے) (۱۰) سب عورتوں کا بھی عیدگاہ میں جانا مسنون ہے۔ جو نماز میں شریک ہوں۔ مگر حائضہ نماز سے علیحدہ رہیں۔ (۱۱) اور یہ بھی مستحب ہے کہ عیدالاضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے۔ اور نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے افطار کرے۔ (۱۲) اور قربانی کا ارادہ رکھنے والا اگر ہو تو ویسی ہی طرح چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک حجامت یعنی سر وغیرہ نہ منڈوائے تو یہ مستحب اور موجب ثواب ہے۔ اور قربانی ہر وسعت والے شخص پر واجب ہے۔ اور نماز عید سے ادا کرنے سے پہلے قربانی کا ذبح کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی کرے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ بلکہ نماز کے بعد ذبح کرنی چاہئے۔ اور نماز عید کیلئے اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ اور صلوٰۃ عید کا طریق یہ ہے۔ کہ دو رکعتیں اسطرح باجماعت پڑھی جاتی ہیں۔ کہ پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں اسطور پر کہ ہر ایک تکبیر کیساتھ ہاتھ اٹھائے جائیں جیسے کہ نماز کے شروع کرتے ہوئے اٹھائے جاتے ہیں۔ مگر فرق فقط اسقدر ہے۔ کہ اول میں تو تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ مگر ان تکبیروں میں ہاتھ اٹھانے کے بعد کھلے چھوڑے جاتے ہیں۔ اور آخری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھکر قرأت یعنی الحمد شریف شروع کیجاتی ہے اور دوسری رکعت کے شروع میں قرأت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں اسی طریق پر کہی جائیں۔ اور یہ مسنون ہے۔ کہ ان دو رکعتوں میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھی جائیں۔ یا سورۂ ق اور اقتربت الساعۃ اور نماز کے بعد امام جمعہ کے دو خطبوں کی طرح خطبہ پڑھے۔

قربانی اگر بکری۔ دنبہ۔ مینڈھا۔ بھیڑ ہو تو ایک ایک شخص کیطرف سے اور اگر گائے۔ اونٹ ہو تو ایک سات شخصوں کیطرف سے ہو سکتی ہے۔ اور قربانی کے جانوروں کی عمر کا یہ قاعدہ یکتہ ہے۔ کہ سب میں وہی جائز ہو سکتا ہے۔ جسنے دو دانت نکالے ہوں۔ (جسکو پنجاب میں دوندا بولتے ہیں) یا اس سے زائد عمر کا ہو۔ ہاں ضأن (یعنی دنبہ اور مینڈھا کا نر و مادہ) چھ ماہ پورے کا بھی جائز ہے جب وہ قدامت میں دوندے کے برابر قریباً ہو۔ اور قربانی میں یہ جانور جائز نہیں۔ (۱) اندھا۔ (۲) کانا (۳) لنگڑا۔ جو قربانگاہ تک خود چلکر نہ جا سکتا ہو۔ (۴) اور سخت دبلا (۵) نصف سے زائد کان اور دم کٹا۔ اور جسکے پیدائشی طور پر کان نہ ہوں یا سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گیا ہو جائز ہے اور ۱۲ تاریخ تک قربانی جائز ہے۔

اس کے بعد میں سب احمدی برادران کو عموماً اور جناب سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ عید کا موقعہ اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ خدا کی بنائی ہوئی تقدیر کے ماتحت ہر ایک فرد اپنے اور اپنے بال بچوں کی خوشی میں قوم کے یتامیٰ اور بیواؤں اور مساکین وغیرہ حاجتمندوں کو نہ بھولیں۔ بلکہ صحابہ کرام کیطرح یؤثرون علی انفسھم کے مصداق بنتے ہوئے انکی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم کریں۔ یا کم از کم انکو اپنی خوشی میں شریک تو ضرور کریں۔ آقائے نامدار حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے آخر انہی اپنے خدام پر یہ امید رکھی ہے۔ کہ جہاں اپنی امت کی مثال بارش سے دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ کمثل غیث لا یدری اولہ خیر ام آخرہ (میری قوم کی حالت بارش کیطرح ہے نہیں معلوم اسکا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ) تو کیا آخری خدام کا یہ فرض نہیں کہ اپنے آقائے نامدار کی اس امید کے پورا کرنیکی کوشش میں لگے رہیں یہ نئی بات نہیں صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے عید کے موقع پر مردوں کے بعد عورتوں میں جاکر صدقہ دینے کا وعظ فرمایا۔ اور اپنے آقا پر قربان ہونیوالیوں نے اپنے زیورات جیسی چیز کو جو عموماً عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے حضرت ابوہریرہ کی جھولی میں ڈالنا شروع کیا۔ عبادات حج وغیرہ کیا ہیں۔ خدا کے تصدیق شدہ پیاروں کی نقل اتارنی۔ کہ ان خدا کے پیاروں ملنے پر کیا اور خدا اس ان پر راضی ہوا اور ان سے پیار کیا۔ اور ہم کریں تو شاید وہ ہم سے بھی راضی ہو اور ہم سے بھی پیار کرے لہذا اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بھائیوں میں سے کون سکرٹری صاحب اور پریذیڈنٹ صاحب اور دیگر باثر صاحبان اپنے آقائے نامدار اور اس کے فدائی خادم کی طرح مردوں اور عورتوں میں اس خوشی کے موقعہ پر اپنے کس مپرس بھائیوں اور بہنوں اور بچوں اور بچیوں کیلئے مردوں اور عورتوں سے مانگتے اور اپنی جھولی کو ان کے آگے رکھتے اور ہاتھ کو پھیلا کر ان کا اسوہ حاصل ہو کر خدائے ذوالجلال کی رضا اور پیار کی امید کا موقعہ حاصل کرتے ہیں۔ اور کون مومن اور مومنہ صحابہ اور صحابیات کی طرح اس فراموش کن خوشی کے موقعہ پر اپنے قابل رحم بھائیوں اور بہنوں اور بچوں اور بچیوں کیلئے انکی جھولی میں ڈالکر ان صحابہ اور صحابیات کیطرح رضی اللہ عنہم کی امید کا محل حاصل کرتے ہیں۔ اس عید کے موقعہ پر قربانی کی کھالیں اور عیدفنڈ تو ایک مقرر شدہ چیز ہے۔ مگر کوشش

اور نگرانی کی انہیں بھی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس کے ہونے اور نہ ہونے پر بہت بڑا نمایاں فرق پڑ جاتا ہے۔ لیکن میری تحریر اور عرض کا منشاء یہیں تک محدود نہیں بلکہ ان دو کی کوشش کے علاوہ بھی کوشش ہونی چاہیئے۔ مومن کا اور ہونہار شخص اور قوم کا کل اور آج برابر نہیں ہوتا۔ ترقیات مدارج کے میدان کی دوڑ کی یہی جھنڈیاں ہیں۔ آنحضرت نے حضرت ابوبکرؓ سے جب سرور کائنات نے دریافت کیا تھا۔ کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا تو انہوں نے عرض کی۔ اللہ اور اسکا رسول اور حضرت عمرؓ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نصف مال۔ تو خاص اسی موقعہ پر حضور نے فرمایا۔ کہ الفرق بینکما کمابین کلمتیکما (کہ تم دونوں کے مدارج میں بھی وہی فرق ہے جو کہ تم دونوں کی باتوں یعنی جوابوں میں فرق ہے) ضرورت ہی کے بڑھنے سے چیز کی قدر بڑھتی ہے۔ اسوقت انجمن کو سخت ضرورت ہے۔ سرکاری آڈیٹر کے نکلنے کا فیصلہ ہے اور مالی سال کا خاتمہ ہے اور سال رواں کے بہت سے حسابات باقی ہیں۔ اور کیا یہ ہونہار قوم سرکار کو بلکہ دنیا کو یہ دکھائیگی کہ ہم ان سکتوں کے ہیں۔ جنکے حساب آگے پڑے جاتے ہیں۔ اور پھر اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ اگلے سال میں پھر یہی حال ہوگا۔ اس لئے قوم کو اس موقعہ پر بہت ہی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور خصوصاً جو تحریک کہ جناب محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے اسوقت قوم کے آگے پیش کیجاتی ہے۔ اسپر ضرور ہے قوم کو پوری توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ اس کا نظر انداز کرنا یا اس کے لئے پوری ہمت سے کام نہ کرنا علاوہ سخت وقتوں کے موجب ہونیکے ایک بُرا شگون اور ہمت شکن ثابت ہوگا۔ اسیطرح اسوقت حضور سیدنا و مولٰنا حضرت خلیفۃ المسیحؑ و المہدی ایدہ اللہ بنصرہ نے قوم سے اپنے مدرسوں کے لئے بچے مانگے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ مدرسوں کے قیام اور تباہی کے سوال کے علاوہ ان مذہبی اور سیاسی مقابلوں کے زمانہ میں قوم کی نئی نسل کے کامیاں میں اگر دینی و دنیوی علوم حاصل کرنا اور نہ کرنا بلحاظ دیگر قوم کی حیات اور ممات کا سوال ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ خود حضور نے بلاواسطہ قوم کو مخاطب فرمایا ہے۔ اور پھر قوم نے اگر حقہ سکے کم استطاعت ہونے پر نظر کر کے ایک خاص سبکدوشی (اخراجات تعلیم کے بقدر امکان کم کرنیکے لئے) کھول دی ہے۔ جسکے باعث سے بہت تھوڑی کی امید ہے (باقی)

صداقت الاسلام

دیانندی شبہات کا قلع قمع

(از جناب مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب)

(۲)

اصل رازداری اور آریوں کی بیقراری

دوسرا اعتراض کلام پاک پر یوں الفاظ کرتا ہے کہ غیر مسلموں کا کوئی اعتبار نہیں (سورۃ آل عمران رکوع ۳) اے مسلمانو تم سوا اپنے غیروں کو بھیدی (جاسوس و مخبر) مت بناؤ۔"

یہ جاسوس و مخبر جو یہ بحث میں ہیں۔ لالہ صاحب کی اپنی ایزاد ہے۔ منشاء قرآن کریم سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ خود ہی ایک بات بنا کر اس پر اعتراض کر کے اپنے منہ پر اپنے ہی ہاتھ سے طمانچہ مارنا ہے۔ نفس مضمون آیت کا یہ ہے۔ کہ غیر ذمہ دار لوگوں کو اپنا رازدان نہ بناؤ۔ اور ساتھ ہی ان کے ہمراز نہ بنانے کی وجہ پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ فرمایا ہے۔ لا یالونکم خبالا۔ یہ لوگ تمہاری خرابی میں کچھ اٹھا نہیں رکھتے۔ کیا ایسے بدخواہ دشمن کو رازدار بنانا کوئی عقلمند پسند کرتا یا کر سکتا ہے۔ اور سنو ان بدخواہ دشمنوں کی تمنا کیا تھی۔ ودوا ما عنتم چاہتے ہیں۔ کہ تم مسلمانوں کو تکلیف پہنچے۔ پھر ان کے اعمال بھی ہیں قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر۔ دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہو چکی۔ اور غیظ و غضب جو ان کے دلوں میں بھرے ہیں وہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ پھر ایسی جماعتیں انہیں رازدان بنانا سوائے بیوقوف آدمی کے کون جائز رکھ سکتا ہے۔ خداتعالٰی نے بھی اس مضمون کے ختم پر ان کنتم تعقلون (اگر تم عقل رکھتے ہو تو ایسا نہ کرو گے) فرما کر اس مضمون کی معقولیت ثابت فرمائی ہے۔ کونسلوں میں کمیٹیوں میں انجمنوں میں یہی قانون جاری اور زیر عمل ہے۔ جو ہمیشہ ایک نہایت عاقلانہ اصول سمجھا گیا۔ اور سمجھا جائیگا۔ کیا کوئی جماعت دجب تک اپنے بیجا مقابلہ کرنیوالوں کو سڑے گلے ہوئے عضو کی مانند اپنے سے جدا نہیں کرتی) کبھی کامیاب ہوسکتی ہے؟ ایسی کوتہ اندیشی اور تہی مغزی دنیا کے کسی گھر میں بھی روا نہیں رکھی گئی۔ پھر ایسے پاک قانون فطرت پر اعتراض کرنیوالے جو عملاً اسی قانون کے پابند بھی ہیں۔ لایعنی باتیں بنا کر بیکار وقت ضائع کرتے ہیں ہم ان کے متعلق سوا اس کے اور کیا کہیں ؎

چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش درنظر

اسلام اور خودحفاظتی

تیسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ

"عیسائی اور یہودیوں سے دوستی مت کرو۔ (سورہ مائدہ رکوع ۱۲) دیکھئے اللہ میاں مسلمانوں کو عیسائی اور یہودیوں سے کیسی نفرت دلاتا ہے۔ گویا مسلمانوں کے اللہ میاں کے نزدیک کسی مسلمان کو عیسائی سے دوستی کر لینا بالکل عیسائی ہو جانا ہے۔"

ہم پھر افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ نتیجہ خود لالہ صاحب کے دماغ کا ہے۔ قرآن کریم کو اس سے کیا مطلب اور اس کو قرآن کریم سے کیا تعلق۔ مکڑی خود ہی ایک جالا تانتی ہے۔ پھر خود ہی اسمیں پھنس کر بیقرار و مضطر ہو جاتی ہے۔ یہی حالت معترض صاحب کی ہے خود اپنے ہی الفاظ سے اعتراض کا گورکھ دھندہ بنا کر خود ہی اس کے گڑبڑ جھالے میں پھنس جاتے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھ کر چونکہ ان کی حالت زار پر رحم آتا ہے اس لئے ان کی تار پود توڑ کر ان کو اس جھمیلے سے نکالتے ہیں۔ وہ غور کریں۔ قرآن شریف کھلے الفاظ میں مسلمانوں سے کہتا ہے۔ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔

(تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین) جو لوگ تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے۔ اور انھوں نے تم کو تمھارے گھروں سے نہیں نکالا ان کے ساتھ احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے خدا تمھیں منع نہیں کرتا۔ اللہ تو منصفانہ برتاؤ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ ہاں ان خاص لوگوں سے بچنے کی ہدایت ضرور کرتا ہے۔ جو ہر وقت ایذا دہی کی ٹوہ اور نقصان رسانی کی تاک میں لگے رہتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولٰئک ھم الظٰلمون۔ اللہ تو تم کو انھیں لوگوں سے دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ جو تم سے دین کے بارے میں لڑے۔ اور جنہوں نے تم کو تمھارے گھروں سے نکالا اور تمھارے نکالنے میں تمھارے مخالفوں کی امداد کی۔ اور جو شخص ان لوگوں سے دوستی رکھیگا (تو سمجھا جائیگا) یہی لوگ (مسلمانوں پر) ظلم کرتے ہیں۔ صاف اور کھلا ہوا حکم جو ہم نے قرآن پاک سے دکھایا ہے اس میں ایسے ہی شریروں سے جدا رہنے کے لئے ہدایت کی گئی ہے۔ جو مسلمانوں کے نہایت ہی خطرناک اور گندے دشمن تھے۔ ہر عقلمند اسے تسلیم کرے گا۔ کیونکہ یہ امر انصاف سے بریز اور امن و امان کا ضروری و مفید درس اور اصول خود حفاظتی کی تعلیم ہے۔ کسی بے وجہ قطع تعلق اور علیحدگی۔ یا چھوت چھات کا مسئلہ نہیں ہے۔ کاش چھوت چھات کے شیدائی ذرا تو سوچیں

زمانہ ان کو کیا کہتا ہے شیوہ انکا کیسا ہے
خبر اپنی تو لیں مجھ میں برائی دیکھنے والے

پھر وہی غلط فہمی

چوتھا اعتراض:۔ "آپس میں الفت کافروں سے سختی" کے عنوان سے کیا گیا ہے کہ "(سورہ مائدہ رکوع ۱۲) سخت دل کافروں پر" یہ آیت اذلۃٍ علی المؤمنین اعزۃٍ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ کی غلط فہمی۔ اور مداخلت بیجا ہے۔ اور ترجمہ بگڑ گیا ہے۔ جس کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں یہاں بھی "سخت دل ہیں کافروں پر" یہ لفظ مضمون نگار کی اپنی سخت دلی کا گواہ اور کور باطنی کا شاہد ہے۔ اعزۃٍ علی الکافرین کے معنی یہ ہیں۔ کہ کافروں پر گراں عزیز کے معنی گراں ہیں۔ جیسے کہ دیگر آیات میں ماذالک علی اللہ بعزیز۔ اور عزیز علیہ ما عنتم۔ پس مطلب صاف ہے۔ کہ کافروں پر گراں ہیں۔ یعنی کافران کے مقابلہ میں مغلوب اور ذلیل دبے ہوئے کیطرح نہیں۔ اور وہ غالب اور چھائے ہوئے جس کی طرف اشارہ خود پاس کی ہی آیت میں ہے لا یخافون لومۃ لائم (مسلمان کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خائف نہیں۔ پس سچائی اور صداقت میں بے خوف ہو کر جھوٹوں پر سخت اور گراں ہیں۔ دل کی سختی کا یہاں کیا ذکر۔ ہاں ہاں سچائی اور ایمان کی لذت اٹھانے والے "جان جائے پر ایمان نہ جائے" پر کاربند ہوتے ہیں اور زبان حال سے پکارتے ہیں ؎

ہر اک سے نہیں ممکن سر تیغ تلے دھر دے
پیارے یہ ہمیں سے ہو۔ ہر کارے و ہر مردے

یہ بھی کوئی بات ہے

پانچواں اعتراض یہ ہے:۔ کہ۔ "عیسائی اور یہودی مشرک ہیں" (سورہ توبہ رکوع ۱۱) "اور یہود عزیر کو اور عیسائی مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ (لہٰذا مشرک ہیں)" ہم پوچھتے ہیں۔ کہ لالہ صاحب نے "لہٰذا مشرک ہیں" ایک فقرہ جڑھا کر کیا تیر مارا۔ آخر اعتراض کیا پیش کیا۔ ذلیل اور قابل اعتراض وہ الفاظ ہیں۔ جو پنڈت دیانند نے نہ صرف عیسائیوں بلکہ ان کے خدا کے لئے استعمال کئے ہیں۔ کہ عیسائیوں کا خدا ہمہ داں نہیں جنگلی آدمی۔ کم علم۔ قصاب ایذا رساں بے رحم۔ گنہگار حاسد۔ شیطان سے بھی برا کام کرنے والا تماشہ گر وغیرہ وغیرہ۔ پھر شرک اور کافر یہ مذہبی اصطلاحی الفاظ ہیں۔ ہمارے نزدیک ہر وہ شخص مشرک کہلاتا ہے۔ جو خدا کے سوا کسی کو خدا کہے۔ یا خدا کا بیٹا یا شریک سمجھے۔ اور ہر وہ شخص کافر کہلاتا ہے۔ جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا منکر ہو۔ یہ کوئی سخت کلمہ نہیں بلکہ واقعہ کا اظہار ہے۔ کیا آریہ ایسے لوگوں کو مشرک اور اپنے آپ کو اسلام سے کافر (منکر) نہیں سمجھتے یا نہیں کہتے۔

یہ اعتراض ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی مسلم کہے کہ ہم خدا کو واحد لاشریک اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق جانتے ہیں۔ اتنا سن کر کوئی مہاشہ صاحب اچھل پڑیں کہ خوب اعتراض کا موقع ہاتھ آیا اور جھٹ سے یوں اعتراض جڑ دیں کہ (لہٰذا آپ مسلم ہیں) پھر اس اعتراض سے اور کچھ نہیں۔ معترض صاحب کی قابلیت و لیاقت تو مسلم ہو جائے۔ عجب نہیں کہ علوم و فنون حماقت کی یونیورسٹی میں ایم۔ اے کی ڈگری اور وہ بھی اعلیٰ نمبروں کے ساتھ حاصل ہو جائے۔ اور معترض صاحب اپنے لاجواب اعتراض پر شاید یوں ڈینگ مارنا شروع کر دیں۔ ؎

کیا تاب کسی کو جو کرے جوں مرے آگے
اک طفل دبستاں ہے فلاطوں مرے آگے

بڑا بھاری اعتراض

چھٹا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ:۔ "شرک پہلے ہی برا مانتے رہیں۔ تم اپنے دین کی تبلیغ کئے جاؤ" (سورہ توبہ رکوع ۱۱) "وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اسے دیگر تمام ادیان پر ظاہر کرے۔ اگرچہ مشرک لوگ (اس بات سے) برا ہی مانتے ہیں"

اف یہ تو اتنا بھاری اعتراض ہے۔ کہ اٹھ ہی نہیں سکتا۔ اچھا تو ہم اسے بھی اس سے پہلے اعتراض کی قبر میں دفن کر کے خاک ڈالتے ہیں۔ اب ہمیشہ اسی قبر میں پڑا رہے۔ آئندہ اٹھنے کی ضرورت ہی نہیں بھلا ان عقلمندوں سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ

کوئی مصلح و خیرخواہ اگر دنیا کی زق زق ۔ بق بق کی پرواہ کرے۔ تو دنیا کی اصلاح کیسے ہو۔ ایک طبیب حاذق بیماروں کا علاج کرنا اس لئے چھوڑ دے کہ تلخ دوائیں پلا کر ان کی تکلیف وقتی کا باعث ہوتا ہے تو یہ اس کی نادانی ہے۔ کیا "ستیارتھ پرکاش" اور کلیات لیکھرام اور آریوں کے تمام ٹریکٹس اور رسالجات و اخبارات و مباحثات و لیکچرز ان کے مخالفوں کو تلخ و ناگوار و دل آزار نہیں معلوم ہوتے اور کیا وہ برا نہیں مانتے اور ضرور برا مانتے ہیں جو حقیقۃً برا ماننے میں حق بجانب بھی ہیں۔ کیونکہ آریہ لٹریچر میں دنیا کے تمام مذاہب اور اہل مذاہب اور ان کے پیشواؤں کو ہانپ ہانپ کر کوسا گیا ہے۔ پھر کیا آریہ سماج نے اپنی دل آزارانہ کارروائی سے توبہ کی ہے۔ پھر اہل حق اور اصلاح واقعی کرنے والوں کا شکوہ کیسا

عجب بیوقوفی کہ ہشیار بن کر
ہمیں سے ہمارا گلا ہو رہا ہے

مسلمان اور مشرک

آٹھواں اعتراض یہ ہے۔ کہ "عیسائی اور یہودی چاہے کتنے ہی اعلیٰ پوزیشن کے لوگ ہوں مگر مسلمان لونڈی اور غلام ان سے بہتر ہیں" (سورہ بقر رکوع ۲۷) مسلمانو مت نکاح کرو مشرک عورتوں سے۔ جب تک وہ مسلمان ہو جائیں۔ اس باعزت مشرک عورت سے مسلمان لونڈی بہتر ہے۔ اگرچہ تمہیں مشرکہ ہی خوش لگتی ہو۔ اور مسلمان عورتیں مشرک مردوں سے نکاح نہ کریں۔ جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔ اس مشرک سے غلام بہتر ہے۔ اگرچہ تمہیں مشرک ہی اچھا لگے۔" اس مقام کی آیت میں عیسائی یہودی کا ذکر غلط اعلیٰ پوزیشن کا تذکرہ غلط۔ باعزت مشرک عورت میں لفظ باعزت غلط اور مسلمان عورتیں مشرک مردوں سے نکاح نکریں۔ یہ ترجمہ غلط۔ پھر غلط رائے بہادر جس طرح اپنی ہی میں گھٹا بڑھا کر گاہکوں سے دام وصول کر لیتے ہوں "پرکاش" صاحب نے بھی پانچوں سواروں میں اپنا نام تو کر ہی لیا۔ چاہے خود غلط انشاء غلط۔ املا غلط ہی کا معاملہ کیوں نہو۔

ہاں متانت سے اس حکم کے فلسفہ پر غور کیجئے۔ جس کی طرف اشارہ خود قریب ہی کی آیت ہذا میں ہے۔ اولئک یدعون الی النار کہ یہ مشرک مرد و عورتیں آگ کی طرف بلاتے ہیں۔ پس ان سے پرہیز لازم ہے۔ چونکہ ہمارے یہاں نیوگ کا روگ تو ہے نہیں۔ اس لئے جب تک کہ اعتقادی تعلقات میں یکجہتی نہو زندگی و معیشت میں کیونکر شگفتگی و خوشگواری پیدا ہو سکیگی۔ بلکہ انسان کا حقیقی نصب العین تعلق باللہ ہے۔ اور وہ مشرک مرد یا عورت کے ساتھ رہنے سے صحیح اور پر لطف نہیں ہو سکتا۔ فرض کیجئے ایک مشرکہ* عورت گو وہ حسن کی دیوی ہی کیوں نہو جب اٹھتے بیٹھتے دیوی دیوتاؤں کا نام جپے اور مسلمان صرف وحدہ لاشریک کو یاد کرے۔ پھر کبھی وہ عورت اگر گنگا جمنا۔ کی جے پکارنے لگی ہو۔ اور خاوند کو غصہ آ جائے تو سب تعلقات ٹوٹ کر الٹی گنگا بہنے لگے گی۔ ہرروز ایسا ہی ہوگا

اسی واسطے پاک اسلام
نے یہ احتیاط لازم کردی۔

ایسے فساد کے مواقع سے دور ہی رکھا ہے۔ پاربتی دیوی وغیرہ ناموں والی عورتوں سے دور بھاگنے والے لوگ کس منہ سے ایسی مقدس تعلیم پر معترضانہ رنگ میں لب کشائی کرتے ہیں۔ اور نہیں تو وہ اتنا ہی سمجھ لیں کہ کفر و شرک میں ملوث ہونے والے دوسروں کو بھی اپنی طرح ملوث کر کے خدا کے قہر کی آگ میں لیجانا چاہتے ہیں۔ پھر کچھ نہیں تو دلی تفرقہ خیالات میں جا کر ہرگز ہرگز دلوں میں خالص محبت و صفائی پیدا ہونے نہیں دیتے۔ یہی کیا کم آگ ہے۔

زن بد در سرائے مرد نکو
ہمدریں عالم ہست دوزخ او
زینہار از قریں بد زنہار
وقنا ربنا عذاب النار

مسلمانوں اور اہل کتاب کا معاملہ

نواں اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ "عیسائی اور یہودی محمدؐ صاحب سے کبھی خوش نہیں ہونگے۔ (سورہ بقر رکوع ۱۴) اے محمد۔ عیسائی و یہودی تم سے ہرگز ہرگز خوش نہ ہونگے۔ جب تک کہ تو ان کے دین کو نہ مان لیوے اس کا منشاء یہ ہے۔ کہ عیسائی و یہودی بلا اپنے مذہب میں لائے ہوئے کسی شخص سے خوش نہیں ہوتے۔" ہاں واقعہ یہ ہے کوئی پادری ہرگز کسی مسلم سے خوش نہیں ہوتا۔ جب تک اسے اپنے ہی رنگ میں رنگا ہوا نہ دیکھ لے۔ اور یہ اس کا مذہبی فرض ہے۔ اگر وہ کسی سے خوش ہے اور جس کو وہ اپنے نزدیک اپنے مذہب کا منکر سمجھتا ہے اس سے بھی مذہبی رنگ میں راضی ہے۔ تو پھر وہ پادری ہی نہیں ہے۔ کیونکہ جو پادری ہے اسے کامل خوشی کبھی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ دوسرے کو اپنے مذہب میں شامل نہ کرے۔ یہ اعتراض اس بات کے مترادف ہے کہ کوئی یہ کہے

* یاد رہے کہ مہاشہ صاحب نے جو اعتراض کے شروع ہی میں عیسائی اور یہودی لکھ کر آیت کے مضمون کو عیسائی اور یہودیوں پر چسپاں کرنا چاہا ہے یہ بھی ایک کھلی ہوئی غلطی کا تکہ اپنے منہ پر مارا ہے۔ قرآن کریم کا منشاء ہرگز یہ نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح مسلمانوں کے لئے جائز و حلال فرما چکا ہے۔ چنانچہ آیا ہے۔ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنت من المومنت والمحصنت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان ط اور اہل کتاب کا کھانا (بشرطیکہ تمہارے ہاں بھی روا ہو) تمہارے لئے حلال ہے۔ اور تمہارا کھانا ان کیلئے حلال ہے اور مسلمان بیاہتا بیبیاں اور اہل کتاب

عیسائی مشنری اپنے خیالات کی اشاعت میں بہت کوشش کرتے ہیں۔ اور اسے بھی ایک اعتراض خیال کرے تو اس کے دماغ کا علاج کرانے کی ضرورت ہوگی۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ سماجی پرچارک بھی یہودیوں سے کم نہیں ہیں۔ کیا وہ اپنی سماج میں لائے بغیر کسی سے خوش ہو جاتے ہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ اور اگر مہاشہ جی کا یہ منشا رہے کہ قرآن شریف یہ کہتا ہے۔ کہ عیسائی کسی سے کسی طرح بھی اپنے مذہب میں لائے بغیر خوش نہیں ہوتے یعنی دنیاوی باتوں اور معاملات میں بھی خوش نہیں ہوتے تو یقیناً یہ مہاشہ جی کی گھڑنت ہے قرآن کریم اس سے بری ہے۔ اور ہم اس سے بیزار۔ ہم ان کی اس گھڑنت کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتے ہیں اور آریہ اخبارات۔ آریہ مضمون نگار صاحبان کو ہدایت کرتے ہیں۔ کہ آئندہ ایسی مہمل باتیں نہ بنائیں۔ اور اگر انھوں نے ہماری ہدایت پر عمل نہ کیا۔ تو ہم بھی ان کے خس وخاشاک کے الزامات کو پھونکنے کے لئے موجود ہیں۔ گو اب تک سماج کا عمل ورویہ تو یہی کہتا ہے۔ کہ

؎ حجاب کیسا حیا کہاں کی لڑا دو آنکھیں لگاؤ چوٹیں
رفا سے نفرت سنم سے رغبت۔ تو پھر عبث ہے جفا و کرنا

تعالوا ایہا العلماء

یوں تو ہماری طرف سے دلائل کے ذریعہ اتمام حجت بہت کچھ کیا جا چکا ہے۔ فیصلے کے آخری طریق مباہلہ کے لئے بھی ہمیشہ اعلان عام ہے جس کے لئے کوئی مرد خدا بنکر میدان میں نہیں آتا ؎

وداع وعاھم من یجیب الی الندی
فلم یستجبہ عند ذاک مجیب

اور کوئی اُٹھا بھی تو آخر کلیجہ تھام کے بیٹھ گیا یا خلاف دین و دیانت حیلے اور بیکار باتیں شروع کردیں علماء دیوبند کو الفضل کے گذشتہ پرچہ میں مباہلہ کے لئے بلایا گیا ہے۔ میں اپنے غیر دیوبندی علماء کو مباہلہ کے لئے تیار دیکھنا چاہتا ہوں۔ بالعموم

آریہ سماجیوں کی شورش دھولپور میں

کچھ دنوں سے آریہ اخبارات نے ریاست دھولپور کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے۔ کہ آریہ سماج کے مندر پر ریاست قبضہ کرکے کوئی عمارت تعمیر کر رہی ہے۔ چونکہ آریوں کی شوریدہ سری کا یہ ایک تازہ واقعہ ہے۔ اس لئے ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں اصل حالات جو مختلف اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں درج کئے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے دھولپور میں نہ کوئی آریہ تھا۔ اور نہ آریہ سماج تھی۔ مگر کچھ ایسے اتفاقات ہوئے کہ کچھ بیرونی مقامات سے آریہ اہلکار ریاست میں پہنچ گئے۔ اور انھوں نے خفیہ طور پر اپنے اصول وعقائد کا پرچار شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ ایسے لوگ جن سے خاندانی ہندو میل ملاپ رکھنا کسر شان سمجھتے تھے۔ اس غرض سے آریہ بن گئے۔ کہ لوگ ان کو باوجود نیچ ذات ہونے کے پنڈت جی کہکر پکاریں جب ساری ریاست میں اس قسم کے دس بیس آریہ ہو گئے۔ تو انھوں نے ہندوؤں سے قابل اعتراض طریق پر چھیڑ خانی شروع کر دی۔ اور سخت الفاظ میں مورتی کھنڈن اور دیوتاؤں کی نندا کرنے لگے۔ انھیں ایام میں ان لوگوں نے ایک چھوٹا سا خام مکان جو بالکل بے مرمت اور ٹوٹا پھوٹا ہوا تھا۔ اور ایک طوائف کے مکان سے ملحق تھا۔ بلا حصول اجازت دربار ایک غرض مند شخص سے حاصل کر لیا۔ اور خفیہ خفیہ اس میں کمیٹیاں کرتے رہے۔ اس ریاست میں یہ عام حکم ہے۔ کہ کوئی معبد خواہ وہ ہندوؤں کا ہو یا عیسائیوں کا یا مسلمانوں کا بلا اجازت دربار نہیں بنایا جا سکتا لیکن آریوں نے اس جھونپڑی کو بطور مندر استعمال کرنے کی کوئی اجازت حاصل نہ کی۔ گذشتہ سال جب ایک جدید بازار اسٹیشن کی سڑک سے ملحق کر کے بنوانا تجویز ہوا۔ اور اس میں جن لوگوں کے مکانات آئے۔ ان کو معاوضہ دیکر زمین حاصل کی جانے لگی۔ تو انھیں مکانوں میں یہ جھونپڑہ بھی آگیا۔ جسے اب آریہ صاحبان عالیشان مندر بتا رہے ہیں۔ اس وقت تک کسی کو اتنا بھی علم نہ تھا کہ یہ مکان بطور مندر کے آریہ صاحبان استعمال میں لاتے ہیں۔ مگر مکان لینے کے وقت آریوں نے اسے اپنا مندر قرار دیکر دینے سے انکار کر دیا اور اخبارات میں بڑا غل مچایا اور مہارانا صاحب کی خدمت میں ایک ڈیپوٹیشن بھی لے گئے۔ جس کے جواب میں انھیں کہا گیا۔ کہ یہ جگہ تو کسی طرح نہیں دیجا سکتی۔ ہاں اہلکاران ریاست کوشش کریں گے۔ کہ ملحقہ زمین مالک مکان سے حاصل کرکے آریوں کو دیدیں۔ مگر مالک مکان اپنا جدی مکان دینے پر رضامند نہ ہو سکا۔ اس پر آریوں کے لئے ایک اور جگہ تجویز کر دی گئی۔ اور آریوں کا شور وشر دب گیا۔ لیکن جب اس جگہ جسے آریہ اپنا مندر کہتے تھے دوکان تعمیر ہو کر کرایہ دار کو دیدی گئی۔ اور کرایہ دار کے کسی ملازم نے اس کے صحن میں گھاس پھونس کی ٹٹی بنائی تو آریہ سماجیوں کو غل غپاڑہ کا جدید موقع ہاتھ آگیا۔ انھوں نے مشہور کر دیا کہ منجانب دربار ہون کنڈ پر پاخانہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اس خبر کا شائع ہونا تھا کہ تمام آریہ اخبارات نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور معزز اہلکاران ریاست سے گذر کر فرمانروائے ریاست تک کے خلاف ایسے ایسے ہتک آمیز مضامین لکھے کہ اگر ریاست ان مضامین کی بنا پر ان کے خلاف قانونی کارروائی کرکے کیفر کردار کو پہنچاتی تو حق بجانب تھی۔ لیکن اہلکاران ریاست نے اس معاملہ میں کمال دوراندیشی اور متحمل مزاجی کا ثبوت دیتے ہوئے آریوں کے نہایت کینہ اور دل آزار حملوں پر ذرا بھی نوٹس نہ لیا۔ جس سے وہ اس قدر تیز ہو گئے۔ کہ ۲۲ جولائی کے کسی نمبر میں ایک نہایت اشتعال انگیز مضمون شائع ہوا۔

جس میں آریوں کو مرنے مارنے کی تلقین کی گئی اور لکھا گیا کہ خاموش مقابلہ کے لئے دھولپور بتعداد کثیر پہنچ جائیں۔ اس آواز کی تائید قریباً تمام آریہ اخبارات نے بڑی بلند آہنگی سے کی اس پر بہت سے آریہ سماجی دھولپور پہنچ گئے۔ اور جاکر متنازعہ جگہ پر قبضہ کرلیا پولیس کے سپاہیوں نے نہایت نرمی سے انھیں اس حرکت سے باز رہنے کے لئے کہا۔ لیکن انھوں نے بہت سختی اور درشتی سے جواب دیا کہ جب تک ہماری جان میں جان ہے اس وقت تک یہاں سے نہ ہٹینگے۔ تم جو کچھ کرسکتے ہو۔ کرلو۔ اس کے بعد ریاست کے معزز اور ذمہ دار حکام ان کے پاس گئے جنھوں نے جاکر کہا کہ آپ لوگ قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی بجائے قانونی چارہ جوئی کریں۔ اور یہاں ڈیرہ لگانے کی بجائے سرکاری کوٹھی پر ٹھہریں۔ لیکن آریوں کا ایک ہی جواب تھا کہ مرجائینگے۔ مگر یہاں سے نہیں ہلینگے۔ جب آریوں نے منت وسماجت سے نرمی اور آشتی سے وہاں سے ہٹنا منظور نہ کیا۔ تو آخر سپاہیوں نے انھیں باحتیاط گود میں اٹھا اٹھا کر ایک طرف بٹھا دیا۔ اس پر آریوں نے تاروں پر تار بیرونجات میں دوڑائے۔ کہ ویدک دھرم کی سخت توہین ہوگئی۔ یہ ہوگیا وہ ہوگیا۔ جو کوئی پہنچ سکتا ہے۔ جلدی پہنچے۔ اس جھوٹے واویلا پر ۱۸-۱۹ اگست کو ریلوے سٹیشن پر آریوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ جس کی انتہا نہیں۔

اسی انتشار میں کہ آریہ سماجی لحظہ بہ لحظہ خلاف امن کارروائیوں کے مرتکب ہو رہے تھے رانا صاحب نے آریہ سماج کے لیڈر لالہ منشی رام کو بذریعہ تار اپنے پاس شملہ بلایا۔ تاکہ تصفیہ کیا جائے۔ لالہ صاحب کے وہاں پہنچنے پر مہارانا صاحب نے جو فیصلہ کیا انھوں نے بڑی خوشی اور رضامندی کے ساتھ قبول کیا اور بہت سے اخبارات میں اپنی کامیابی کا بذریعہ تار اعلان کرایا۔ اس فیصلہ کو ہم شائع کرچکے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ سلسلہ واقعات کے لئے اتنا بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ اس فیصلہ میں آریوں کو اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ تین دن ہون کنڈ پر ہون کرکے اسے پوتر کریں اس کے بعد مقفل کردیا جائیگا۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ آریہ سماجی خاموشی کے ساتھ ہون کی رسم ادا کرکے وہاں سے چلے آتے۔ لیکن انھوں نے اپنی عادات سے مجبور ہوکر کچھ ایسی اشتعال انگیز کارروائیاں کیں کہ جن سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی۔ مثلاً پیسہ اخبار کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ ایک مقامی آریہ نے محض دل آزاری کرنے کے لئے ایک سناتنی ساہوکار کو اپنی کامیابی جتلاتے ہوئے بہت سے سخت الفاظ بذریعہ خط لکھے۔ اسی قسم کی اور حرکات بھی کی گئیں۔ جس سے ہندو مسلمانوں اور دیگر اقوام کے جذبات ہیجان میں آگئے۔ اور ۲۷۔ اگست کو جبکہ آریہ سماجی ہون کررہے تھے وہ بے ضابطہ کارروائی کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اور اینٹ پتھر سے آریوں کی تواضع کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر وہی آریہ سماجی جو مرنے کے لئے گئے تھے۔ اور بقول خود ریاست کے خلاف سر ہتھیلیوں پر لئے ہوئے تھے سخت حواس باختہ ہوگئے اور انھیں وزیر صاحب سے جنہیں انھوں نے بیشمار طریق سے بدنام کیا اور سخت سخت کوسا تھا۔ امداد کی درخواست کرنے لگے۔ اگرچہ یہ بہت نازک وقت تھا بیشمار لوگ مشتعل تھے۔ لیکن وزیر صاحب موصوف نے نہایت کوشش وسعی سے آریوں کو سرکاری گاڑیوں میں بٹھا کر سرکاری ڈاک بنگلہ میں پہنچا دیا۔ اور اس کے ارد گرد پہرہ کھڑا کردیا۔ جب حالت یہاں تک پہنچ گئی تو پولیٹیکل ایجنٹ نے مداخلت کئے بغیر چارہ نہ دیکھا اور ایک نوٹس ان آریہ سماجی صاحبان کے نام جاری کیا۔ جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ یہ نوٹس الفضل مورخہ ۷ ستمبر کے صفحہ ۱۲ پر شائع ہوچکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مہارانا صاحب کے آنے تک آریہ سماجی دھولپور سے نکل جائیں ورنہ اگر فساد ہوگیا۔ تو اس کے ذمہ دار وہ ہونگے۔

معلوم ہوتا ہے آریہ سماجیوں کے سر سے نشہ خود سری اوور ہوچکا تھا۔ اس لئے انھوں نے اس مشورہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اور وہاں سے بغیر کسی حیل وحجت کے فوراً چل کھڑے ہوئے۔ کاش وہ پہلے ہی ایسا کرتے۔ تا خلق خدا یہ نہ کہتی کہ ؎

آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از ہزار رسوائی

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس معاملہ میں اصلیت کی نسبت آریہ سماج کی شورش پسند طبائع کا زیادہ دخل تھا۔ انھوں نے خواہ مخواہ حکام ریاست پر مخالفانہ حملے کرکے اور بیجا ان کو بدنام کیا اور اپنی درشت کلامی کو نہ چھوڑا جس کے باعث رعایائے دھولپور کے ہاتھوں خود بھی پریشان ہوئے اور بالآخر پولیٹیکل ایجنٹ صاحب کو مداخلت کرکے انھیں ریاست سے باہر کردینا پڑا۔

کیا آریہ سماجی اس تجربہ سے فائدہ اٹھائینگے۔ اور آئندہ کوئی اس قسم کی ہنگامہ آرائی کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔

حقیقۃ الرویا
یعنی
خواب کی حقیقت

کونسا احمدی ہے جسے کبھی نہ کبھی کوئی خواب نہ آئی ہو اور وہ اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے بیتاب نہ ہوا ہو اگر کوئی نہیں تو پھر ہر ایک کا فرض ہے۔ کہ حقیقۃ الرویا کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی جو کتاب حال میں شائع ہوئی ہے اسے منگوا کر پڑھیں۔ اور جب کوئی خواب آئے تو اس سے حقیقت معلوم کرلیا کریں۔ یہ کتاب بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے حجم سوا سو صفحہ قیمت صرف ۱۰ آنہ ہے۔ ملنے کا پتہ: منیجر [illegible] الفضل قادیان

ہنگامۂ یورپ

غنیم کے جم کر مقابلہ کرنے کی تیاری لنڈن ۹ ستمبر پیرس کا تار مظہر ہے کہ قریبًا تمام جنگی محاذ پر غنیم کا توپخانہ ایسے طریق سے گرج رہا ہے۔ جو عرصہ سے دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جرمن جم کر مقابلہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ سروسیں کی طرف جنرل مانگن کی پیشقدمی کی سینٹ گوبین لائینر کی سڑک معرض خطر میں پڑ گئی ہے۔ غنیم نہایت سرگرمی سے لیون کے محاذ کے استحکامات کو تقویت دے رہا ہے۔ اور سطح مرتفع سوئسٹوں کی وسیع زمین دوز غاروں میں عرصے تک قیام کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ دریائے آلٹ کا تمام شمالی علاقہ سائسان سے لیون کو جانے والی ریلوے لائن کا گرد و نواح اور کرلوں کے شمالی علاقے میں توپوں اور سرنگوں کی عظیم کثرت پائی جاتی ہے۔

غنیم کی تجویز لنڈن ۹ ستمبر آج کی خبر سے اس امر کے متعلق کچھ شبہ نہیں رہتا۔ کہ جرمنوں نے بالآخر اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ پیچھے پلٹ کر اپنے تعاقب کرنے والوں پر حملہ کریں یا کم از کم ہنڈنبرگ کی لائن کے باقی حصہ پر قدم جما کر اتحادیوں کو اپنے وہاں سے نکالنے کا چیلنج دیں۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ فریقین عنقریب ایک جگہ جم کر ایسے وسیع پیمانے پر برسر پیکار ہونگے۔ جس کی اس سے پیشتر نظیر نہیں پائی جاتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جرمن اب وہی چال چلنے لگے ہیں۔ جو وہ ۱۹۱۳ء کے دریائے مارن کی شکست کے بعد چلے تھے۔ مگر فرانسیسی مبصرین کا خیال ہے۔ کہ جو چال اس وقت کامیاب ہوئی تھی وہ اب غالبًا بدیں وجہ کامیاب نہ ہو گی کہ اتحادیوں کے وسائل نہایت زبردست ہیں۔ اور مارشل فاش ہنوز جارحانہ کارروائی کرنے پر قادر ہیں۔ اور پہلے ہی مرتبہ لائین پر رخنہ ڈال چکے ہیں۔

غنیم نے پلٹا کھلیا - لنڈن ۹- ستمبر- سپہر- فرانس کی سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ سوم کے شمال کی طرف ہم نے ایوینز کے مشرق میں ترقی کی ہمارے دستے ہرگروزرٹ کوئینز کے مقابل میں عبور کر گئے دریائے آیئز اور این کے مابین توپخانہ کی شدید آتشباری ہوئی- اور غنیم کی پیدل سپاہ نے رات کو کئی مرتبہ پلٹ کر حملہ کیا- لانوز کے علاقے میں جرمنوں کے دو زبردست جوابی حملے پسپا کیے گئے- پانچ مختلف رجمنٹوں کے ۸۰ قیدی ہمارے ہاتھ آئے۔

سینٹ گوبین پر مدافعت - لنڈن ۹ ستمبر- رائٹر کا نامہ نگار امریکن مستقر سے آج صبح کے تار میں لکھتا ہے۔ کہ دریائے این اور ایلیٹ کے مابین غنیم کی مقاومت پہلے سے زبردست ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی تازہ فوج آگئی ہے۔ لانوز کے نالوں میں کل نہایت خونریز جنگ ہوئی- جرمنوں نے پہاڑیوں کے جنوب مشرقی زاویہ میں نہایت تندی سے حملہ کیا- جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سینٹ گوبین کے باڈہ کی مدافعت کے لئے غنیم نے نہایت کثرت سے ہر قسم کے دہانے کی توپیں جمع کر لی ہے- اس علاقے میں ترقی کی مشکلات کو مدنظر رکھ کر ہمیں لاپنر کی طرف جناحی حرکت کرنے میں غالبًا زیادہ کامیابی ہو گی- لیکن بہرحال غنیم کے جوابی حملے ہمارے مفید مطلب ہونگے۔

روس کے ہر شہر میں سازش - لنڈن ۹- ستمبر اسٹرڈم- ماسکو کا ایک تار مظہر ہے کہ جوابی انقلاب کی تحریک بولشویکوں کی شہید [illegible] کے باوجود برابر پھیل رہی ہے- روس کا کوئی بڑا شہر ہو گا جہاں سازش کا انکشاف نہ ہوا ہو اور یہ تحریک [illegible] ایک مرکز سے پیدا ہوئی ہے

روس میں برطانی [illegible] یا گرفتاری لنڈن ۹ ستمبر [illegible] اخبار سوئسکا [illegible] بھیو [illegible] فورس سے مظہر ہے کہ برطانی معاہد کے [illegible] افراد کو جو سرکاری عہدوں پر مامور [illegible]

ہندوستان کی خبریں

تقریر کرنے کی ممانعت معلوم ہوا ہے کہ پولیس کمشنر کلکتہ نے سید فضل الرحمٰن صاحب سب ایڈیٹر جمہور اور سید حبیب صاحب جلالپوری ایڈیٹر رہبر کو کلکتہ اور اس کے مضافات میں ایک سال کے لئے تقریر کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

صبح امید- لکھنؤ کے مشہور شاعر پنڈت برج نرائن صاحب چکبست کی ایڈیٹری میں "صبح امید" نام ایک ماہوار ادبی رسالہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔

نقاش کی ضمانت ضبط- گورنمنٹ بنگال نے اخبار نقاش کلکتہ کی ایک ہزار روپیہ کی داخل کردہ ضمانت ضبط کر لی ہے۔

روئی کی گرانی- دہلی کی خبر ہے۔ کہ وہاں روئی کا نرخ پانچ چھٹانک فی روپیہ ہو گیا ہے۔

آنریبل جسٹس سید محمد عبدالرؤف [illegible] پنجاب کی ایک سرکاری اطلاع بنام اخبارات سے پایا جاتا ہے۔ کہ مسٹر سید محمد عبدالرؤف خان بہادر (متعلقہ الہ آباد بار) اس تاریخ سے قائم مقام سوم عارضی اڈیشنل جج مقرر ہوئے- جس سے کہ وہ اپنے عہدے کا چارج لیں۔

ہلال عیداضحٰی باوجود مطلع صاف ہونے اور چاند دیکھنے کی کوشش کرنے کے قادیان میں چاند شنبہ کو نظر نہ آیا۔ بلکہ یکشنبہ کے دن دیکھا گیا۔

حسرت موہانی موہان میں مولوی سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی تین ماہ سے میرٹھ میں مقیم تھے۔ اب انھیں قصبہ موہان میں پہنچا دیا گیا۔ جو ان کا وطن ہے۔

مدراس میں شدید فتنہ مدراس سے ۸ ستمبر ۱۵ ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ آج شہر کے کئی حصوں میں دکانیں لوٹ لی گئیں۔ اور زیادہ تر

غلہ اور کپڑے کی دوکانوں پر مفسدوں نے ہاتھ صاف کئے۔ ۹ ستمبر کا تار مظہر ہے کہ آج ٹرپلیکین کے بازار میں لوٹ مچی پانچ گرفتاریاں عمل میں آئیں اور ٹرپلیکین کے مارکٹ کے بازار میں پولیس پہرہ دے رہی ہے

مارکٹ کو آگ لگا دی

مدراس سے ۱۰ ستمبر کا تار مظہر ہے۔ کہ آج علی الصباح مور مارکٹ کا ایک حصہ جلا کر سیاہ کر دیا گیا۔ آتشزدگی کا سبب معلوم نہیں ہوا۔ اور نقصان کا اندازہ نہیں کیا جا سکا۔ معلوم ہوا کہ عمارت بیمہ شدہ تھی۔

پرانے دھوبی پیٹھ میں آج قریباً دوپہر کے وقت پھر کسی قدر لوٹ مار ہوئی۔ اور بیٹری چاول کی پندرہ بوریاں اور کپڑے کی کثیر مقدار لیگئے۔ پولیس نے چند اشخاص کو گرفتار کیا ہے۔ شہر کے تمام حصوں میں اب نسبتاً امن قائم ہے۔ اور فساد کے تمام رقبے میں اب سپاہیوں کا پہرہ ہے

کلکتہ میں فساد

کلکتہ سے ۹ ستمبر کا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ گورنمنٹ بنگال نے مسلمانوں کے مجوزہ جلسہ کے متعلق جو امتناعی حکم صادر کیا تھا۔ اس کی وجہ سے ادنےٰ طبقے کے کئی ہزار مسلمانوں کے ایک گروہ نے جو ہاریڈ سٹریٹ کے نواح میں بود و باش رکھتے تھے جوش میں آکر فساد برپا کر دیا۔ چند دوکانوں کو لوٹا اور پولیس کانسٹیبلوں پر جو پہرہ دے رہے تھے کنکر برسائے۔ آخر یہ گروہ نہایت بے قابو ہو گیا۔ اور اس نے اس مسلح پولیس پر بھی جو موقع واردات پر پہنچی تھی حملہ کر کے اینٹیں اور پتھر برسائے۔ اس فساد کی وجہ سے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ اور گرد و نواح کے لوگ اپنی دوکانیں اور مکان بند کر کے چلے گئے کلکتہ کی پولیس اور مسلح پولیس کے علاوہ ایک برطانی رجمنٹ کے قریباً ایک سو سپاہی بھی موقع پر پہنچ گئے۔ کشمکش میں۔ بعض مفسد زخمی ہو گئے۔ مسٹر بارٹلے ڈپٹی کمشنر اور مسٹر سٹا اور چند پولیس کے کانسٹیبلوں کے بھی چوٹیں آئیں۔ اب اس نواح میں پولیس اور فوجی سپاہیوں کا پہرہ ہے۔ اور بے چینی رفع ہو گئی ہے۔

مسٹر ٹول مستعفی پرنسپل علیگڈھ کالج

گورنمنٹ سے حیدرآباد میں ایک جگہ پیش کی گئی ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ گورنمنٹ بھی انہیں کوئی عہدہ دینے پر آمادہ ہے۔ تقریباً تمام مستعفی پروفیسروں کو کوئی نہ کوئی جگہ پیش کی جا رہی ہے۔ آنریری سکرٹری نے یہ تصفیہ لفٹنٹ گورنر کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ جو کالج کے سرپرست ہیں۔

بعض علماء فرنگی محل کے لئے حکم

چند فرنگی محلی علماء کو جو لکھنؤ سے کلکتہ جلسہ کے لئے گئے تھے۔ کمشنر پولیس نے حکم دیا کہ وہ ۲۴ گھنٹے سے قبل لکھنؤ پہنچ جائیں۔ مگر بعد میں اس کو منسوخ کر دیا۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا۔